بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

حضرت پیر محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ ہاشمی چشتی نظامی سیالوی

آلِ سیدنا عقیل بن ابی طالب کے

حالاتِ زندگی مبارکہ

مؤلف

پیرزادہ ظہور الحسن شاہ ہاشمی

ایم۔اے عربی (زکریا یونیورسٹی ملتان)

ایم۔اے اسلامیات (پنجاب یونیورسٹی لاہور)

بمقام: آستانہ عالیہ ہاشمیہ

چک نمبر گ ب 567 (پٹھان چک) تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد





مؤلف کی اپنے جدامجد کے مزار پر حاضری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حروف آغاز

الحمد للّٰہ و کفی والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء و علی آلہ و اصحابہ الکرماء امابعد فاعوذ باللّٰہ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ○

صدق اللہ العظیم

ایک طویل عرصہ سے دل میں حسرت تھی کہ اپنے جدامجد حضرت پیر محمد حسن ہاشمی سیالوی علیہ الرحمتہ کے احوالِ زندگی مبارکہ معہ شجرہ نسب ایک مجموعہ کی صورت میں قارئین کے سامنے پیش کرسکوں۔ لہذا میں نے آپ کے حالاتِ زندگی جمع کرنے کی کوشش شروع کردی۔ میں نے اپنے جدامجد علیہ الرحمتہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے مگر اس وقت میری عمر کم تھی اور میں چھٹی جماعت کا طالب علم تھا کہ آپ کا وصال ہوگیا۔

میٹرک پاس کرنے کے بعد حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ قمرالملت والدین خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رضی اللہ عنہ کے حکم پر میں نے دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف میں دینی تعلیم کے حصول کیلئے داخلہ لے لیا۔ تعلم مکمل کرنے کے بعد سند فراغت حاصل کی۔ گھر میں داداجی علیہ الرحمتہ کی کتب کا ذخیرہ موجود تھا۔ جب بھی کتب کا مطالعہ کرنے بیٹھتا تو داداجی علیہ الرحمتہ کی علمی خدمات اور کاوشیں جگہ جگہ نظر آتیں اور حیرت میں اضافہ کا باعث بنتیں کہ کس قدر آپ نے کتب جمع کیں اور کس قدر مطالعہ کا شوق تھا کہ آپ کی لائبریری میں موجود کوئی کتاب خواہ کسی فن کی ہو۔ مطالعہ سے خالی نہیں ہے اور کوئی کتاب ایسی نہیں جس پر آپ نے اہم مسائل کی نشاندہی نہ فرمائی ہو۔ اسی چیز نے میرے دل میں تڑپ قائم رکھی اور مجھے آپ کے حالاتِ زندگی تحریر کرنے کی ہمت عطا فرمائی۔

گھر میں شجرۂ نسب موجود ہے کہ جس پر ہمارے آباؤاجداد کے اسمائے گرامی کے ساتھ ان کے مسکن مزارات اور چند حضرات کی کرامات کا ذکر موجود ہے جب بھی شجرۂ نسب کی زیارت کرتا تو آباؤاجداد کے مزارات کی زیارت کا شوق مجھے دیوانہ بنا دیتا تھا۔ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے پاس بیٹھ کر ذکر کرتا اور انہیں اپنا ہم سفر بنانے کی کوشش کرتا تھا کہ میرے ساتھ چلو تاکہ ہم اپنے بزرگوں کے مزارات کی زیارت کریں ان کے احوالِ زندگی معلوم کریں کہ یہ خاندانِ بنوہاشم بالخصوص آلِ سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ کب سے برصغیر میں تشریف لائے۔ شجرۂ نسب نے موضع شیخ واہن شریف تحصیل خیر پور ٹامیوالی ضلع بہاولپور کی طرف رہنمائی فرمائی چنانچہ میں اپنے دو عزیز محمد سعید شاہ اور طارق محمود شاہ کو اپنے ہمراہ لے کر علی الصبح دربارِ عالیہ حضرت عبداللہ جہانیاں الہاشمی جدِاعلیٰ خاندانِ سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ کے فرزند اکبر حضرت پیر مراد ناطق فی المھد کے مزار پر حاضری دی۔ بعد میں حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے جبہ مبارک کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ دیگر تبرکات کی زیارت نصیب ہوئی چونکہ وہاں ہمارا کوئی واقف کار نہ تھا لہذا واپس شام کو گھر پہنچ گئے۔ اس طرح قدرے قلب مشتاق کو سکون ملا مگر ابھی تشنگی باقی تھی کہ کوئی ایسا مواد ملے جس میں ہمارے بزرگوں کے تفصیلی احوال قلمبند ہوں۔ اسی اشتیاق نے ایک سال بعد دوبارہ اسی درِ اقدس پر حاضری کا شرف بخشا مگر اب کچھ ایسے محسن ملے جنہوں نے مجھے پیر طریقت رہبر شریعت مقبول اولیاء الحاج پیرزادہ مقبول احمد ہاشمی مدظلہ العالی کی خدمت میں پہنچا دیا۔

جناب پیرزادہ مقبول احمد ہاشمی دامت برکاتھم العالیہ سے شرفِ ملاقات

پیرزادہ مقبول احمد ہاشمی مدظلہ العالی کی خدمتِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ اس عظیم ہستی کے درِ دولت تک پہنچانے میں میں اپنے مخلص دوست ثناء خوانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نقیب لاثانی جناب خانزادہ شبرات خان صاحب کا بے حد ممنون ہوں کہ

جنہوں نے نہ صرف مجھے معلومات فراہم کیں بلکہ اپنا قیمتی وقت نکال کر شریکِ سفر ہوئے اور مجھے پیر صاحب کی خدمت میں پہنچا دیا۔

پیر صاحب بلا شک وشبہ ایک عظیم ہستی ہیں۔ قائد اہلسنت ہیں۔ حضرت عبداللہ جہانیاں الہاشمی نوری حضوری سرکار کی تصویر ہیں۔ خاندانِ سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ کے تقدس کے امین ہیں۔ مجھے دیکھ کر بے انتہاء خوش ہوئے۔ مجھے سینے سے لگایا۔ میرے جذبات کی قدر فرمائی۔ میرے مقصد کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ میں نے خانوادۂ بنو عقیل کے بارے میں کتاب کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے کتاب " گلستانِ بنو ہاشم " عنایت فرمائی۔ میں نے اپنا شجرۂ نسب سامنے رکھا تو انتہائی مسرت کے عالم میں تصدیق فرمائی۔

الحمدللہ آپ اپنے خاندان کے بارے میں معلومات کا انبار رکھتے ہیں۔ میں نے ذکر کیا کہ ڈیرہ اسماعیل خان سے متصل سات میل کے فاصلے پر بستی کوکار میں ہمارے جدِ اعلیٰ حضرت احمد بن شہاب الدین بن حضرت عبداللہ جہانیاں کا مزار ہے تو آپ نے فوراً وہاں پہ مقیم پیرزادہ وزیر حسین ہاشمی ولد پیر مرید حسین ہاشمی کے نام لکھوا دیئے اور میرے لیئے اس بستی تک پہنچنے میں مزید آسانی فرما دی۔ اللہ کریم آپ کا سایہ عاطفت تا دیر ہم پر سلامت رکھے آمین۔

شیخ المشائخ حضرت احمد بن شہاب الدین علیہ الرحمتہ کے درِ دولت پہ حاضری

مورخہ 24 دسمبر 2005ء بروز ہفتہ میں اپنے ہمراہ اپنے خالہ زاد بھائی طارق محمود شاہ کو لے کر ڈیرہ اسماعیل خان کی طرف روانہ ہوا۔ رات ڈیرہ شہر میں زکوڑی خاندان کے بزرگ پیر عبدالرؤف صاحب مدظلہ العالی کے پاس گذاری۔ وہاں سے صبح بستی کوکار پہنچے۔ اڈے پر اترے تو برلبِ سڑک مدرسہ انوار باہو کے بانی قاری شیر افضل خان صاحب لغاری سے ملاقات کی۔ انہوں نے ہماری بہت زیادہ عزت وتکریم کی۔ بستی میں مقیم خاندانِ بنو ہاشم کے بارے میں معلومات فراہم کیں۔ پیر مہتاب حسین شاہ جو کہ متوفقیر کے

نام سے مشہور ایک مجذوب ولی کامل ہو گذرے ہیں جن کا مزار اسی مسجد و مدرسہ سے متصل ہے ان کی کرامات بیان کیں۔ بعد میں ہماری ملاقات پیرزادہ وزیر حسین صاحب کے بیٹے تنویر حسین صاحب سے کرائی۔ پیرزادہ تنویر حسین صاحب سے ملکر ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ انہوں نے ہمیں اپنے بزرگوں کی مزارات کی زیارت کرائی۔

حضرت شیر حامد بن شہاب الدین جو کہ حضرت احمد بن شہاب الدین کے بھائی ہیں۔ ان کا مزار بھی اسی بستی کے قبرستان میں ہے۔ شیر حامد صاحب کے مزار پر حاضری دی۔ آپ کے ایک بھائی کا مزار جن کا نام حضرت شیر کمال الدین ہے۔ بلوٹ شہر میں ہے۔ ان کے بارے میں صدری معلومات فراہم کیں۔ یہ چند گھڑیاں جو کہ پیرزادگان تنویر حسین ہاشمی اور غلام عباس ہاشمی کے ہمراہ گذریں۔ انتہائی پیار اور محبت سے گذریں۔ ظہر کے وقت وہاں سے روانگی اختیار کی اور آستانہ عالیہ مقدسہ سیال شریف حاضری کا شرف حاصل کر کے واپس گھر پہنچ گئے۔ (پیرزادہ ظہور الحسن شاہ ہاشمی)

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو حضور امیر شریعت حضرت خواجہ محمد حمید الدین صاحب دامت برکاتھم العالیہ۔ زیب سجادہ آستانہ عالیہ مقدسہ سیال شریف کے توسل سے حضور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے نام نامی اسم گرامی کی طرف منسوب کرتا ہوں کہ جن کا میرے دادا جی محمد حسن علیہ الرحمتہ پر بے انتہاء کرم تھا۔ انہیں خلافت عطا فرمائی۔ لنگر شریف کی تقسیم پر مامور فرمایا۔ پیر سیال لجپال کا یہ کرم آج بھی اسی طرح بابا جی اور آپ کی اولاد پر قائم ہے۔

دعا ہے کہ مولا کریم پیر سیال لجپال کے غلاموں کے طفیل یہ کرم تا قیامت ہم پر قائم فرمائے اور میدانِ محشر کی تپتی دھوپ میں ہمیں پیر سیال لجپال کا سایہ عاطفت نصیب فرمائے۔

(آمین)

پیرزادہ ظہور الحسن شاہ ہاشمی

کلماتِ تشکر

میں اپنے محسن جناب علامہ بشیر احمد صاحب سیالوی دامت برکاتھم العالیہ کا بے حد ممنون ہوں کہ جنہوں نے اس کتاب کے چھاپنے میں میری معاونت فرمائی۔ علامہ بشیر احمد سیالوی کا علماءِ اہلسنت میں ایک مقام ہے۔

آپ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ آپ نہ صرف پاکستان میں دینی وملی فرائض سرانجام دے رہے ہیں بلکہ بیرونی دنیا میں بھی آپ کی دینی خدمات کا شہرہ ہے۔

آپ نے میرے دادا جی پیر محمد حسن ہاشمی علیہ الرحمتہ سے دینی علوم کی تحصیل کی۔ اللہ کریم آپ کو مزید دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مؤلف

مقصدِ تحریر

قومیں اور قبیلے ہمیشہ وہی زندہ ہوتے ہیں جو اپنے آباؤ اجداد کی پہچان رکھتے ہیں۔ دیرینہ خواہش تھی کہ اپنے جدِ امجد حضرت پیر محمد حسن ہاشمی علیہ الرحمتہ کے احوالِ زندگی مع شجرۂ نسب تحریر کر کے ایک ایسی خدمت سرانجام دوں کہ آنے والے وقت میں آپ کی اولاد آپ کے نقشِ قدم پر ثابت قدم رہے اور جد امجد کی دین اور علم دین کے ساتھ محبت و وابستگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔

پیر سیال لجپال کے ساتھ محبت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے رکھیں۔ اپنے شجرۂ نسب کے بارے میں مکمل واقفیت رکھیں۔ میری یہ خدمت نہ صرف باباجی علیہ الرحمتہ کی اولاد کیلئے ہے بلکہ آپ کے جملہ متعلقین و متوسلین کیلئے ہے کہ وہ اپنے پیر و مرشد کے حالاتِ زندگی اور کرامات کا مطالعہ کر کے اپنی محبت اور عقیدت کو مزید جلا بخشیں۔ اللہ کریم میری یہ کاوش منظور فرمائے۔ (آمین)

باباجی علیہ الرحمتہ کے احوال زندگی بیان کرنے سے پہلے

باباجی علیہ الرحمتہ کے حالاتِ زندگی اور آپ کا نسب نامہ بیان کرنے سے پہلے حضرت ہاشم بن عبدالمناف حضرت عبدالمطلب بن ہاشم، حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب، سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ۔ آل عقیل میں سے سب سے پہلے برصغیر میں تشریف لانے والے۔ حضرت شاہ نصیر الدین ہاشمی اور ان کے لخت جگر حضرت عبداللہ جہانیاں الہاشمی علیہ الرحمتہ کے احوالِ زندگی تحریر کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ پڑھنے والے مستفید ہوں۔

(مؤلف)

حضرت ہاشم بن عبدالمناف

نام مبارک:- آپ کا نام عمرو ہے۔

لقب:- عمرو العلا چونکہ آپ مرتبہ میں بہت اعلیٰ تھے۔لہذا اس لقب سے ملقب ہوئے۔

ہاشم مشہور ہونے کی وجہ تسمیہ:- ہاشم هَشَمْ سے اسم فاعل ہے جس کا معنی "توڑنا" ٹکڑے ٹکڑے کرنا" ہے۔

ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں سخت قحط پڑ گیا۔آپ ملک شام گئے وہاں سے بہت زیادہ مقدار میں خشک روٹیاں خرید کر لائے اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے اونٹ کے شوربے میں ڈال کر ثرید بنایا اور اہل مکہ کو پیٹ بھر کر کھلایا۔اس دن سے آپ ہاشم یعنی "روٹیوں کا چورہ کرنے والا" کے نام سے مشہور ہو گئے۔

مہمان نوازی:- آپ اپنی قوم میں انتہائی معزز ومکرم تھے۔مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت دستر خوان بچھا رہتا تھا۔

شادی مبارک:- آپ کی پیشانیِ مبارک میں نورِ مصطفیٰ ﷺ تھا۔یہی وجہ تھی کہ قبائل عرب اور احبار کے وفود آپ کے پاس آتے اور اپنی لڑکیوں کے نکاح کی خواہش ظاہر کرتے حتیٰ کہ روم کے بادشاہ ہرقل نے آپ کو پیغام بھیجا کہ مجھے آپ کی عظمتوں اور کرامات کا حال معلوم ہوا ہے۔آپ میرے پاس تشریف لائیں۔میری لڑکی سے بڑھ چڑھ کر عورتوں میں حسین وجمیل کوئی نہیں ہے۔وہ آپ کے نکاح میں دینے کا خواہشمند ہوں اسلیئے کہ آپ کی جبین سعادت میں نورِ مصطفیٰ ﷺ موجود ہے جس کی صفت ہم آپ میں پاتے ہیں۔مگر آپ نے انکار کردیا۔

سفرِ تجارت:- حضرت ہاشم نے ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے ملک شام کا سفر کیا۔راستے میں مدینہ منورہ میں ایک شخص جس کا نام عمرو بن زید خزرجی تھا جس کا تعلق قبیلہ نبو عدی بن نجار سے تھا کے ہاں قیام فرمایا۔ان کی صاحبزادی بہت زیادہ حسن وجمال کی مالکہ تھیں۔

آپ کی شادی ان سے کردی گئی مگر عمرو نے یہ عہد لیا کہ سلمٰی جو اولاد جنے گی۔اپنے میکے میں جنے گی۔ شادی کے بعد آپ ملک شام تشریف لے گئے۔ واپسی پر حضرت سلمٰی کو اپنے ساتھ مکہ مکرمہ لائے۔ وعدہ کے مطابق بچے کی پیدائش کے وقت اپنی زوجہ محترمہ کو مدینہ منورہ میں والدین کے پاس چھوڑ کر شام چلے گئے اور وہیں غزہ میں انتقال فرما گئے اور وہیں پہ مدفون ہوئے۔آپ کے وصال کے بعد حضرت عبدالمطلب پیدا ہوئے۔

حضرت عبدالمطلب بن ہاشم

نام مبارک:-آپ کا نام شیبۃ الحمد

کنیت:-ابوالحارث ہے۔

شیبہ نام کی وجہ تسمیہ:-شیبہ کا معنی ہے "سفید بالوں والا"۔جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے سر مبارک میں کچھ بال سفید تھے لہذا آپ کا نام شیبہ رکھ دیا گیا۔

عبدالمطلب نام کی وجہ تسمیہ:- آپ اپنے ننھال (مدینہ منورہ) میں پیدا ہوئے تھے۔ چونکہ والدِ محترم کا وصال آپ کی پیدائش سے پہلے ہوگیا۔اس لئے آپ اپنی والدہ محترمہ کے پاس ہی رہتے تھے۔ایک دن مدینہ منورہ کے بچوں کے ساتھ تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے ایک شخص کا وہاں سے گذر ہوا جو حضرت عبدالمناف کی اولاد سے تھا۔کھڑے ہوکر دیکھنے لگا۔اس نے آپ سے نام پوچھا تو بتایا کہ میں شیبہ بن ہاشم بن عبدالمناف ہوں۔ اس شخص نے مکہ مکرمہ پہنچ کر حضرت مطلب بن عبدالمناف سے کہا میں نے مدینہ منورہ میں تمہارے بھتیجے کو دیکھا ہے اور تعریف کرتے ہوئے کہنے لگا کہ ایسا بچہ چھوڑنا نہیں چاہیئے بلکہ اسے لے آنا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت مطلب اسی وقت تیار ہوگئے اور مدینہ منورہ پہنچ کر اس نے بچے کو اپنے ساتھ لے آئے۔اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی۔ پھٹے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے۔اسی حالت میں حضرت مطلب نے آپ کو پکڑ کر اپنی سواری پر بٹھالیا۔

جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو لوگوں نے ایک نئے بچے کو پیچھے بیٹھا دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو آپ نے شرم کی وجہ سے کہہ دیا کہ یہ میرا غلام ہے لہذا لوگ آپ کو عبدالمطلب یعنی مطلب کا غلام کہنے لگے اور یہ آپ کے اصل نام پر غالب آ گیا۔

حضرت مطلب نے آپ سے اپنے بیٹوں سے بڑھ کر پیار کیا اور تربیت کی۔

جب حالات درست ہو گئے تو پھر لوگوں کو بتایا کہ یہ میرے بھائی ہاشم کا بیٹا ہے چونکہ آپ کے والد محترم سردار مکہ تھے۔ان کی وفاتِ کے بعد ان کی جگہ آپ کے چچا نے سنبھال لی تھی جب آپ عنفوانِ شباب کو پہنچے تو ایک دن حطیم کعبہ میں سو گئے جب بیدار ہوئے تو اپنی حالت دیکھ کر حیران رہ گئے حسن و جمال کی پوشاک پہنے ہوئے اور سر میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا۔آپ نے یہ ماجرا اپنے چچا حضرت مطلب کو سنایا وہ آپ کو قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے۔کاہنوں نے کہا کہ آسمانوں کے خدا نے اس نوجوان کو نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ آپ کا نکاح صفیہ بنت جندب سے کر دیا گیا۔ان سے حارث پیدا ہوئے۔ جس کی وجہ سے کنیت "ابوالحارث" سے معروف ہوئے۔صفیہ بنت جندب وصال فرما گئیں آپ کی دوسری شادی فاطمہ بنت عمر سے ہوئی جن سے حضور نبی کریم ﷺ کے والدِ محترم حضرت عبداللہ پیدا ہوئے۔

حضرت مطلب کے وصال کے بعد آپ کو مکہ مکرمہ کی سرداری ملی۔آپ کے جسم مبارک سے خالص کستوری کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک پیشانی میں چمکتا تھا۔سخت قحط کی حالت میں قریش آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر "کوہِ شبیر" پر لے جاتے اور آپ کے وسیلہ سے بارش کی دُعا کرتے تو اللہ کریم اپنے محبوب ﷺ کے نور مبارک کے طفیل انہیں بارانِ رحمت سے سیراب فرما دیتا تھا۔

حضرت ابو طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم

حضرت ابو طالب، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد محترم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا تھے۔ اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد بیت اللہ شریف کی تولیت آپ کے پاس تھی۔ آپ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی۔ اپنی اولاد سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتے تھے اور ایک لمحہ بھی اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے تجارت کی غرض سے ملک شام گئے تو اپنے بھتیجے کو ساتھ لے گئے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کا خطبہ بھی حضرت ابو طالب نے پڑھا تھا۔ کفارِ مکہ کی طرف سے سماجی بائیکاٹ کے نتیجے میں تین سال تک شعبِ ابی طالب میں محصور ہو کر تمام تر تکالیف کو برداشت کیا۔

انتقال:- آپ کا وصال 10 بعثت نبوی مطابق ۶۲۰ میں ہوا اور اس کے تین دن بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا۔ اس بناء پر اسے "غم کا سال" قرار دیا گیا۔

اولاد:- (ا) جناب طالب (۲) حضرت عقیل رضی اللہ عنہ
(۳) حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ (۴) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
(۵) حضرت اُمِ ہانی (۶) حضرت جمانہ

طالب لا ولد ہوئے جبکہ حضرت عقیل، حضرت جعفر طیار اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین صاحبِ اولاد ہوئے۔

حضرت عقیل رضی اللہ عنہ بن ابی طالب

حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو یزید تھی۔ آپ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے عمر میں دس سال بڑے تھے اور جعفر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عمر میں دس سال بڑے تھے۔ اس طرح حضرت عقیل رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عمر میں بیس سال بڑے تھے۔

کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے پہنچنے اور بیعت کرنے کا حال جب مشہور ہو گیا تو عبداللہ بن مسلم الحضرمی، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اے امیر خلیفہ وقت کے کسی کام میں سستی نہیں کرنی چاہیئے۔ آج کئی روز ہوئے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کوفہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خلافت کیلئے بیعت لے رہے ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ مسلم کو قتل کر دیں یا گرفتار کر کے یزید کے پاس بھیج دیں اور جن لوگوں نے بیعت کی ہے ان کو قرار واقعی سزا دیں۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ لوگ جس کام کو مجھ سے چھپا رہے ہیں میں اس کو آشکارا نہیں کروں گا۔ جب تک یہ لوگ مقابلہ کیلئے نہ نکلیں میں انپر حملہ نہیں کروں گا۔ عبداللہ یہ جواب سن کر باہر آیا اور اسی وقت یزید کو خط لکھ دیا کہ۔

"مسلم بن عقیل کوفہ میں آ کر حسین بن علی رضی اللہ عنہ کیلئے بیعت لے رہے ہیں اور لوگ ان کے ہاتھ پر کثرت سے بیعت کر رہے ہیں۔ حسین بن علی کے آنے کی خبر بھی ہے۔ نعمان اس معاملہ میں بڑی کمزوری دکھا رہا ہے۔ اگر آپ ولایت کوفہ کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے ہو تو کسی زبردست گورنر کو فوراً کوفہ میں بھیجو تا کہ وہ آ کر مسلم کو گرفتار کر لے اور لوگوں سے بیعت فسخ کرائے اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں داخل ہونے سے روکے اس کام میں اگر دیر ہوئی تو آپ کوفہ کو اپنے قبضہ سے نکلا ہوا سمجھیں"۔

یزید یہ خط پڑھ کر بہت پریشان ہوا۔ مشورہ کرنے کے بعد عبیداللہ ابن زیاد کو حکم نامہ بھیجا کہ بصرہ میں کسی کو اپنا نائب بناؤ اور فوراً کوفہ پہنچ کر مسلم بن عقیل کو قید یا قتل کر دو اور جن لوگوں نے بیعت کی ہے ان سے بیعت فسخ کراؤ ورنہ تلوار کے گھاٹ اتار دو۔

چنانچہ ابن زیاد کوفہ پہنچ گیا۔ انتہائی رازداری سے حضرت مسلم کا پتہ دریافت کیا۔ حضرت مسلم اس وقت حضرت ہانی بن عمروہ کے مکان میں مقیم تھے۔ اس وقت تک بیعت کرنے والوں کی تعداد اٹھارہ ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ ابن زیاد نے جب معلوم کر لیا کہ حضرت مسلم کو ہانی نے پناہ دے رکھی ہے تو بڑی چالبازی سے انہیں اپنے پاس بلوایا اور

مطالبہ کیا کہ مسلم کو میرے حوالے کر دو مگر حضرت ہانی نے کہا کہ میں یہ بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا کہ ان کو تمہارے سپرد کر دوں۔ ابن زیاد نے ہانی کو اسی وقت گرفتار کر لیا اور شہر میں ان کی شہادت کی خبر مشہور ہو گئی تو ہانی بن عمروہ کے گھر کی عورتیں یہ سن کر رونے لگیں۔ حضرت مسلم نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو ضبط نہ کر سکے اور شمشیر ہاتھ میں لیئے گھر سے نکل پڑے اور ان لوگوں کو آواز دی جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رکھی تھی۔ اٹھارہ ہزار میں سے صرف چار ہزار آدمی ان کے گرد جمع ہوئے باقیوں نے انکار کر دیا۔ حضرت مسلم نے چار ہزار آدمیوں کو لے کر ابن زیاد کا محاصرہ کر لیا۔ ابن زیاد اس وقت تیس یا چالیس آدمیوں کے ساتھ دار الامارۃ کی چھت پر بیٹھا تھا۔ حضرت مسلم کے ہمراہ لوگوں پر چھت پر بیٹھے ابن زیاد کے ساتھیوں نے تیروں کی بارش شروع کر دی۔ نیز ان کے رشتہ داروں نے آکر انہیں سمجھانا شروع کر دیا کہ کیوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہو۔ غرض سب آہستہ آہستہ جدا ہو گئے اور حضرت مسلم کے ساتھ صرف تیس چالیس آدمی رہ گئے۔

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت ہانی رضی اللہ عنہ کی شہادت

اس حالت میں حضرت مسلم اہل کوفہ میں سے کسی کے گھر میں پناہ گزیں ہوئے۔ ابن زیاد نے جریر مخزومی کو ان کی گرفتاری کیلئے بھیجا۔ حضرت مسلم نے کوئی مفر نہ دیکھ کر تلوار کھینچ لی تو جریر نے کہا کہ آپ اپنی جان ناحق کیوں ضائع کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیں۔ میں اپنی ذمہ داری پر آپ کو ابن زیاد کے پاس لے چلتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ اس سے آپ کی جان بخشی کرا دوں گا۔ حضرت مسلم نے تلوار ہاتھ سے رکھ کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا وہ آپ کو لے کر ابن زیاد کے پاس پہنچ گیا۔ ابن زیاد نے آپ کو اسی کمرہ میں قید کر دیا جس میں حضرت ہانی پہلے سے قید تھے۔

اگلے دن بیعت کرنے والوں میں سے دس ہزار آدمی جمع ہوئے اور ابن زیاد کے مکان کو جا کر گھیر لیا اور حضرت مسلم اور حضرت ہانی کی رہائی کا مطالبہ کیا کہ اگر رضامندی سے دونوں کو رہا کر دو تو ٹھیک ورنہ ہم زبردستی چھین کر لے جائیں گے۔ ابن زیاد نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ چھت پر لے جا کر ان دونوں کو لوگوں کے سامنے قتل کر دو۔ چنانچہ دونوں کو قتل کر دیا گیا۔ یہ دیکھ کر دس ہزار آدمی سب کے سب منتشر ہو گئے گویا وہ ان دونوں کو قتل ہی کرانے آئے تھے۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ محل کا دروازہ کھول دیں اور دنوں کے جسموں کو دار پر لٹکا دیں اور سروں کو یزید کے پاس دمشق لے جائیں۔ یہ واقعہ بروز دوشنبہ بتاریخ ۳ ذوالحجہ ۶۰ ھجری کو پیش آیا۔

فرزندانِ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ

جب حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا قافلہ ثعلبیہ کے مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ یہ خبر سن کر سارے قافلہ پر مایوسی چھا گئی امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام ہمراہیوں کو اپنے سامنے بلا کر فرمایا کہ تم لوگ یہاں سے جس طرف کو مناسب سمجھو چلے جاؤ تمہیں کوئی بھی نقصان نہیں پہنچائے گا کیونکہ دشمنوں کو صرف میری ذات سے غرض ہے تمہارے چلے جانے کو تو وہ اور بھی غنیمت سمجھیں گے۔ میں تم سب کو اجازت دیتا ہوں کہ اپنی اپنی جان بچالو۔ مگر ہمراہیوں نے یہ سن کر کہا کہ ہم ہرگز آپ کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے ہم سب آپ پر قربان ہو جائیں گے اور جب تک ہمارے دم میں دم ہے آپ کو آزار نہیں پہنچنے دیں گے۔ ہمراہیوں نے آلِ ابی طالب کو اس وقت تک میدان میں نہ اترنے دیا جب تک کہ وہ ایک ایک کر کے سب کے سب شہید ہو گئے۔ اہل بیت میں سب سے پہلے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے فرزندوں نے دشمن کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور امام علی مقام پر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ پھر آلِ حسن نے دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا

اور باری باری جامِ شہادت نوش فرماتے گئے پھر امام حسین رضی اللہ عنہ نے جس جرأت اور جوانمردی کے ساتھ یزیدیوں کے لشکر کو بدحواس کیا جس کی نظیر پیش کرنا ناممکن ہے۔امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے جسم نازنین پر متعدد زخم تیروں اور نیزوں کے پہنچے۔زخموں سے نڈھال ہوئے تو خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔ظالموں نے موقع پر پا کر آپ کو شہید کر دیا۔ اس طرح اہل بیت کا یہ مختصر سا قافلہ خدا کی رضا کے حصول کی خاطر ایک ایک کر کے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے قیامت تک آنے والوں کیلئے اپنی داستانِ رقم کر گیا کہ جہاں یزیدیت ہو وہاں حسینیت بن کر ہمیشہ کیلئے یزیدیت کو ختم کر دو۔

خاندانِ بنو ہاشم کی ہندوستان میں آمد

مدینہ منورہ میں یزید پلید کی سفاکانہ کارروائیوں سے سترہ سو مہاجرین وانصار صحابہ کرام علیہم الرضوان شہید ہوئے۔سات سو قاری قرآن پاک شہید ہوئے۔بالخصوص بنو ہاشم کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا تو یہ خاندان ہجرت پہ مجبور ہوا اور دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف علاقوں کو اپنے علم وعرفان سے فیض یاب کرتا ہوا سندھ کے راستے ہندوستان میں موجود ریاست بہاولپور کے موضع شیخ نصیر میں قیام پذیر ہوا۔

موضع شیخ نصیر:۔ یہ موضع حضرت شیخ نصیرالدین بن جناب محمد الہاشمی علیہ الرحمتہ کے نام سے منسوب ہے۔حضرت شیخ نصیرالدین الہاشمی کامل ولی اور قطب زمانہ تھے یہ موضع قبصہ شیخ واہن سے تین میل کے فاصلے پر جنوب میں واقع ہے۔اب یہاں ایک بہت بڑا چولستان اور قبرستان ہے۔حضرت کا مزار بھی اسی قبرستان میں ہے۔

قصبہ شیخ واہن شریف:۔ یہ قصبہ تحصیل خیر پورٹامیوالی ضلع بہاولپور میں واقع ہے۔یہ وہ مقام ہے جہاں پہ خاندانِ بنو ہاشم کی عظیم ہستی اور ولایت کے درخشندہ آفتاب حضرت عبداللہ جہانیاں نوری حضوری سرکار الہاشمی علیہ الرحمتہ کا مزار مبارک موجود ہے۔یہ قصبہ جب

رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے انتہائی مشہور ومعروف ہے۔

حضرت عبداللہ جہانیاں الہاشمی نوری حضوری سرکار علیہ الرحمتہ

نام:- آپ کا اصل نام شمس الدین۔

لقب:- عبداللہ جہانیاں۔

تاریخ پیدائش:- ۱۴ رمضان المبارک ۷۴۱ھ مطابق ۱۳۲۱ء۔

شجرہ نسب:- آپ کا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے حضرت سیدنا مسلم بن عقیل بن ابی طالب الہاشمی سے جاملتا ہے

حضرت عبداللہ جہانیاں علیہ الرحمتہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم حضرت پیر نصیر الدین ہاشمی علیہ الرحمتہ سے حاصل کی۔ آپ کو بچپن ہی سے معرفت الہی اور مقصود حقیقی تک پہنچنے کا بہت زیادہ شوق تھا۔ ہر وقت خدا کی یاد میں مصروف رہتے۔ یادِالہی سے دل معمور اور آنکھیں پرنم رہتی تھیں۔ اس حالت میں انہیں ایک ایسی ہستی کی تلاش تھی جو انہیں مقصودِ حقیقی تک پہنچائے۔ قدرت نے آپ کی اس خواہش کو پورا فرمایا اور سید السادات غوث العالم حضرت سید جلال الدین بخاری (اُچ شریف) کی خدمت میں پہنچا دیا۔ سید جلال الدین شاہ صاحب علیہ الرحمتہ نے راہِ حق کے اس متلاشی کو سینے سے لگایا۔ اپنے پہلو میں جگہ عطا فرمائی اور پوچھا کہ بیٹا تیرا نام کیا ہے؟ عرض کیا شمس الدین۔ فرمایا آج سے تیرا نام عبداللہ ہے۔ پھر آپ کو شرفِ بیعت سے مشرف فرمایا۔ نگاہ کامل سے سلوک کی ساری منزلیں طے کرادیں۔ خلافت عطا فرمائی۔

حضرت عبداللہ جہانیاں علیہ الرحمتہ نے بیس سال اپنے مرشد کریم کی خدمت اقدس میں گذارے۔ اس خدمت کے صلہ میں مرشد کریم نے آپکو اپنے سلسلے کا وارث بنایا اور اپنے پاس موجود تبرکات جن میں جبہ رسول ﷺ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین

رضی اللہ عنہما کی دو تلواریں صمصام اور قمقام۔ سیدہ فاطمۃ الزاہراء سلام اللہ علیہا کی چادر مبارک اور تسبیح عطا فرمائے۔ جبہ مبارک آج بھی شیخ واہن شریف میں موجود ہے اور زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ یہ وہ جبہ مبارک ہے جو حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا۔ جو حضرت عبداللہ جہانیاں علیہ الرحمتہ کو اپنے پیرو مرشد نے اپنے وصال کے وقت عطا فرمایا تھا۔

حضرت سید جلال الدین سرخ پوش بخاری علیہ الرحمتہ نے آپ کو خلافت عطا کرتے وقت فرمایا کہ میرے والد گرامی قطب عالم سلطان سید احمد کبیر بخاری کے علاوہ تین سو ساٹھ اولیاء کاملین کی مدد سے دستارِ خلافت وخرقہائے فقر تجھے مبارک ہو۔ وہ سب میں تمہیں عطا کرتا ہوں۔ وصال کے وقت مرشد کریم کا سر مبارک حضرت عبداللہ جہانیاں علیہ الرحمتہ کی زانوں پر تھا۔ اور منہ مبارک میں چاول یا حلوہ کا لقمہ موجود تھا۔ ارشاد فرمایا عبداللہ جہانیاں۔ عرض کیا حکم فرمائیں حضور۔ آپ نے وہ لقمہ مبارک اپنے دہن مبارک سے نکال کر عطا فرمایا اور حکم فرمایا کہ اسے کھالے یہ تیری بیس سالہ خدمت کا صلہ ہے۔ حضرت فرماتے ہیں جونہی لقمہ میرے حلق سے نیچے اترا تو فرش سے عرش تک کے حجابات اٹھ گئے اور مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی۔ حتی کہ میں نے لوح محفوظ کو اپنی آنکھوں سے پڑھا۔

وصال:- حضرت پیر عبداللہ جہانیاں نوری حضوری سرکار علیہ الرحمتہ کا وصال ۹ ذوالحجہ ۸۱۵ ہجری کو ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۷۴ برس تھی۔

اولاد امجاد:- (۱) حضرت پیر مراد جن کا لقب ناطق فی المھد ہے۔ آپ حضرت عبداللہ جہانیاں کے فرزند اکبر ہیں۔ بچپن میں ہی وصال فرما گئے تھے۔ آپ کا مزار بھی شیخ واہن میں ہے۔

(۲) <u>حضرت شہاب الدین الہاشمی علیہ الرحمتہ</u>:- پیر مراد حضرت عبداللہ جہانیاں علیہ الرحمتہ کے بڑے صاحبزادے تھے جو بچپن میں ہی وصال فرما گئے تھے اس لئے سجادگی حضرت شہاب الدین علیہ الرحمتہ کو ملی۔ آپ بڑے باکمال بزرگ تھے۔ آپ کی اولاد میں سے بھی بڑے بڑے اولیائے کرام پیدا ہوئے۔ جن میں حضرت احمد بن شہاب الدین جن کا شمار اولیائے کبار میں ہوتا ہے۔ شیخ واہن سے ترکِ سکونت کر کے بستی کوکار متصل ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے جن کی ہم اولاد ہیں۔ آپ کے تیسرے صاحبزادے کا نام پیر نورالدین ہاشمی اور چوتھے صاحبزادے کا نام پیر سید علم الدین ہے۔

حضرت پیر محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ
ہاشمی چشتی نظامی سیالوی

آلِ سیدنا عقیل بن ابی طالب
کے
حالاتِ زندگی مبارکہ

مؤلف

پیرزادہ ظہور الحسن شاہ ہاشمی

ایم۔اے عربی (زکریا یونیورسٹی ملتان)

ایم۔اے اسلامیات (پنجاب یونیورسٹی لاہور)

بمقام : آستانہ عالیہ ہاشمیہ

چک نمبر 567 گ۔ب تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد

حضرت پیر محمد حسن ہاشمی بن پیر حسین علی ہاشمی علیہ الرحمتہ المعروف بابا جی علیہ الرحمتہ

برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام کی اشاعت کی سہرا صوفیائے کرام اور بزرگان دین کے سر ہے۔ ان صوفیائے شریعت وطریقت نے ہندوستان کی ظلمت کدہ میں اپنے نفوسِ قدسیہ سے رشد وہدایت کے چراغ کو مطلع انوار بنا دیا اور لاکھوں دلوں میں عشق الٰہی اور محبت رسول ﷺ کی شمع فروزاں کیئے رکھی۔

اس سرزمین پاک و ہند میں سلسلہ چشتیہ عالیہ کا نام سرفہرست ہے۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی کے ادوار میں چشتیہ خانقاہوں نے مجاہدانہ سرفروشی سے احیائے اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔

آستانہ عالیہ مقدسہ سیال شریف (ضلع سرگودھا) کا شمار انہی عظیم المرتبت چشتیہ خانقاہوں میں ہوتا ہے۔ حضرت پیر محمد حسن شاہ ہاشمی علیہ الرحمتہ اسی خانقاہ عالیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔

نام مبارک:- پیر محمد حسن۔

نام کے اعداد:- ۲۱۰۔

تاریخ پیدائش:- ۱۰ جمادی الثانیہ ۱۳۲۴ھ بمطابق ۱۹۰۴ء

جائے پیدائش:- چک نمبر ۵۶۷ گ۔ب (پٹھان چک) تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد۔

سلسلہ نسب:- آپ حضرت علی کرم اللہ وجہ کریم کے بڑے بھائی سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔ بتیس واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت عقیل رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ سترہ واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب سلطان المشائخ قطب الاقطاب حضرت عبداللہ جہانیاں نوری حضوری سہروری سے جاملتا ہے۔

ابتدائی تعلیم وتربیت:۔ پیر محمد حسن ہاشمی علیہ الرحمتہ کو حصول علم دین کا شوق اپنے آباؤاجداد کی طرف سے وراثت میں ملا تھا۔ابتدائی کتب اپنے والدِ محترم پیر حسین علی ہاشمی علیہ الرحمتہ سے پڑھیں۔آپ کے والد محترم نے موضع سروخیل (عیسیٰ خیل) سے ترک سکونت کر کے چک نمبر 567 گ۔ب میں قیام فرمایا۔آپ کے دیگر آباؤاجداد میں سے حضرت پیر محمد عیسیٰ یا ان کے صاحبزادے پیر کرم علی ہاشمی بستی کوکار سے ہجرت فرما کر محلہ موں خیل عیسیٰ خیل میں آکر آباد ہوئے۔عیسیٰ خیل میں یہ قبیلہ بنو ہاشم صالح محمد خیل کے نام سے مشہور تھا۔ جو کہ نویں پشت میں آپ کے ایک بزرگ پیر حضرت صالح محمد علیہ الرحمتہ کی طرف منسوب تھا۔حضرت صالح محمد ہاشمی علیہ الرحمتہ کی اولاد کی اکثر مزارات تحصیل عیسیٰ خیل کے علاقہ میں موضع سروخیل،قبرستان میاں ملوک علی موضع کھگلاں والا اور دیگر عیسیٰ خیل سے متصل قبرستانوں میں موجود ہیں۔جن میں مشہور ومعروف شخصیات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔پیر غلام حسین ہاشمی بن غلام علی ہاشمی بن جان محمد ہاشمی بن صالح محمد ہاشمی بن محمد عیسیٰ ہاشمی بن کرم علی ہاشمی۔جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ محمد عیسیٰ ہاشمی یا ان کے والد محترم پیر کرم علی ہاشمی ڈیرہ اسماعیل خان (بستی کوکار) سے ہجرت فرما کر تحصیل عیسیٰ خیل میں مقیم ہوئے جبکہ ان سے اوپر آباؤاجداد کی مزارات بستی کوکار کے قبرستان میں موجود ہیں۔جن کی اولاد اس وقت بھی اس بستی میں آباد ہے۔

پیر محمد حسن ہاشمی رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک جب سولہ سال ہوئی تو آپ کے والد محترم اس دارِفانی سے رحلت فرما گئے۔آپ کے ایک بھائی جن کا نام پیر محمد اکرم ہاشمی تھا۔ابھی شکمِ مادر میں تھے کہ والد محترم وصال فرما گئے۔گھر کی دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اپنے بھائی محمد اکرم ہاشمی علیہ الرحمتہ کی تعلیم وتربیت اور کفالت فرمائی۔دور دراز علاقوں میں دینی علوم کے حصول کی خاطر پیدل تشریف لے جاتے تھے۔ابھی آپ عنفوانِ شباب میں تھے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے خواب میں شرفِ زیارت بخشا اور "ھدایۃ النحو"

کا سبق پڑھایا۔ بس پھر آپ کو کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کی احتیاج نہ رہی کیونکہ جنہیں حضور نبی کریم ﷺ شرف زیارت بخشیں اور سبق تعلیم فرمائیں۔ ان کی علمی وسعتوں کو حیطۂ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ بلا شک وشبہ آپکا شمار "راسخین فی العلم" میں ہوتا ہے۔

زہد وتقویٰ:- زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ اپنی زندگی کا اکثر حصہ پردہ میں گذارا۔ شریعت مطہرہ پر مضبوطی سے کاربند تھے۔ اپنے ایک مرید خاص چوہدری رشید احمد (ساکن کھرڑیانوالہ) جی۔ ایم (ٹیکسائل ملز شیخوپورہ) سے فرمانے لگے کہ رشید احمد میں نے اپنی ساری زندگی شریعت کے مطابق گذاری ہے اور ایک لمحہ بھی شریعت کے خلاف نہیں گذرا۔

بیعت وخلافت:- آپ کی بیعت مجاہد اعظم پیر حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین صاحب سیالوی علیہ الرحمتہ کے حق پرست پر تھی اور خرقۂ خلافت حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ عنہ نے عطا فرمایا۔

جب حضور شیخ الاسلام والمسلمین آپ کو خلافت عطا فرما رہے تھے اور پیر سیال لجپال کے خلفائے کرام کثیر تعداد میں موجود تھے۔ قبلہ شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ یہ خلافت انہیں میں نہیں دے رہا ہوں بلکہ روضے والے پیر سیال لجپال عطا فرما رہے ہیں۔

خلافت ملنے سے پہلے بابا جی علیہ الرحمتہ اکثر آستانہ عالیہ سیال شریف حاضری دیتے تھے۔ ایک مرتبہ روضہ شریف میں حاضری کیلئے حاضر ہوئے اور جب باہر تشریف لائے تو صاحب حال درباری صاحب پیچھے دوڑتے ہوئے آئے اور فرمانے لگے کہ مولوی صاحب اپنی چادر ٹخنوں سے اوپر رکھیں کیونکہ روضے والے فرما رہے ہیں کہ ہم نے تمہیں خلافت عطا کرنی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین رضی اللہ عنہ نے آپ کو دو مرتبہ خلافت عطا فرمائی اور تمام تر وظائف اور بیعت کرنے کی اجازت بخشی۔ دلائل الخیرات کے وظیفہ کو ہمیشہ اپنا معمول

بنایا۔

ذخیرۂ کتب و مطالعہ کتب:- آپ کو کچھ کتابیں اپنے آباؤ اجداد کی طرف سے وراثت میں ملیں۔ آپ نے اس امانت میں خاطر خواہ اضافہ فرمایا۔ ایک ایک کر کے کتابیں جمع فرمائیں یہاں تک کہ تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی۔ کتابوں کا یہ ذخیرہ خالصتاً دینی کتب پر مشتمل ہے۔ فارسی کی ابتدائی کتب سے لے کر سکندر نامہ اور عربی کی ابتدائی کتب سے لیکر حدیث کی صحاحِ ستہ اور تفاسیر کی ساری کتابیں ایک لائبریری کی صورت میں موجود ہیں۔

مطالعہ کتب کا یہ عالم تھا کہ جو کتاب خرید فرماتے اسے چند دنوں میں مکمل فرما لیتے تھے۔ مطالعہ کے وقت دنیا سے بے خبری کا عالم ہوتا تھا۔ حالتِ وجد اور استغراق کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بندھ جاتی تھیں۔ مطالعہ کتب آپ کی غذا اور روح کی تسکین کا باعث تھا۔

درس و تدریس:- آپ نے اپنے گھر کی دو کنال حویلی میں سے پانچ مرلے مسجد کیلئے مختص کیئے اور چھوٹی سی مسجد بنوائی یہی آپ کا مدرسہ بھی تھا۔ مسجد کا نام حضور امیر شریعت حضرت خواجہ حمید الدین صاحب دامت برکاتھم العالیہ کے نام پر "مسجد حمیدیہ" رکھا۔ آپ نے ساری زندگی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ دور دراز سے آئے ہوئے طلباء کی علمی پیاس بجھاتے رہے۔ مقامی لوگ بھی اس مدرسہ کے طالب علم تھے۔ آپ کے تلامذہ کا سلسلہ کافی وسیع تھا۔ انہیں نہ صرف شاگردی کا شرف حاصل تھا بلکہ آپ کے دستِ حق پرست پر شرفِ بیعت سے بھی مشرف تھے۔ بابا جی علیہ الرحمتہ کی محبت ان کے دلوں کی آماج گاہ تھی۔ ان حضرات نے اپ سے نہ صرف ظاہری علوم کی تکمیل کی بلکہ باطنی علوم سے بھی بہرہ مند فرما دیئے گئے۔

فتاویٰ:- مرزائیوں کو ابھی سرکاری سطح پر اقلیت قرار نہیں دیا گیا تھا کہ چکی شہر میں ایک مرزائی مر گیا۔ کچھ مسلمانوں نے اس کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی تو بابا جی نے ان پر فسخ نکاح

کا فتویٰ صادر فرما دیا۔ اس فتویٰ کا صادر ہونا تھا کہ وہ لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اپنے اس گناہ کی برملا توبہ کی اور تجدید نکاح کیا۔

پیر ومرشد کے ساتھ عشق ومحبت

بابا جی علیہ الرحمتہ کو اپنے پیر ومرشد کے ساتھ والہانہ محبت تھی۔ آپ کی بیعت مجاہد اعظم حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین صاحب سیالوی رحمتہ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ اپنے پیر ومرشد کی کرامت بیان فرماتے تھے کہ میرے پیر حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین صاحب علیہ الرحمتہ کا چہرہ مبارک اتنا تاباں تھا کہ آپ کے چہرہ مبارک کی طرف نظر جما کر نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ آپ کا قد میانہ تھا مگر ہزاروں کے مجمع میں آپ اونچا دکھائی دیتے تھے۔

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین صاحب سیالوی رضی اللہ عنہ کے وصال مبارک کے بعد بابا جی حسب معمول آستانہ عالیہ سیال شریف حاضری دیتے رہے اور حضور شیخ الاسلام والمسلمین رضی اللہ عنہ سے فیض یاب ہوتے رہے۔ آپ کو اپنے پیر سے بے پناہ محبت تھی۔ پیر کی محبت میں وارفتہ تھے۔ اکثر اوقات پیر ومرشد کی حاضری میں گذارتے اور دینی مسائل پر گفتگو کرتے۔ پیر اور مرید کے مابین راز و نیاز کی باتیں ہوتیں۔ حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے بابا جی کو لنگر شریف کی تقسیم پر مامور فرمایا۔ بابا جی عرس شریف پر آنے والے مہمانوں بالخصوص خلفائے پیر سیال لجپال کی فہرست تیار فرماتے اور نظر ثانی کیلئے قبلہ شیخ الاسلام کی خدمت میں پیش کرتے اور فہرست کے مطابق کھانا تقسیم فرماتے تھے۔ چھتیس سال تک بابا جی علیہ الرحمتہ نے یہ خدمت سرانجام دی۔

آپ کے وصال کے بعد قبلہ شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے یہ خدمت میرے والد محترم پیر نور الحسن شاہ اور میرے چچا سلطان اعظم شاہ صاحب کو تفویض فرمائی۔ بابا جی کی اولاد کو آج تک یہ خدمت نصیب ہے اور دعا ہے کہ قیامت تک پیر سیال لجپال کی غلامی نصیب رہے۔ (امین)

حضور شیخ اسلام رضی اللہ عنہ اکثر ہم غریبوں کی گلیوں میں قدم رنجہ فرماتے۔ آپ کی آمد سے ہر چیز پر نکھار ہوتا۔ شہر کے درو دیوار متبسم محسوس ہوتے۔ ہر طرف پیر سیال لجپال کے نعروں کی صدا گونج اٹھتی۔ غلاموں کی خوشی انتہاء نہ رہتی۔ خوشی کے عالم میں آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ ایک طرف تو غلامانِ پیر سیال لجپال کی یہ کیفیت دیکھنے میں آتی تو دوسری طرف بابا جی علیہ الرحمتہ کا اپنے پیر کے استقبال کا انوکھا رنگ دکھائی دیتا تھا۔ ان پر مسرت لمحات اور عشق و مستی کی کیفیات کو محسوس تو کیا جاسکتا ہے مگر بیان کرنا مشکل ہے۔

جب حضور شیخ الاسلام والمسلمین رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر قیام فرماتے اور واپسی کا ارادہ فرماتے تو بابا جی علیہ الرحمتہ دست بدستہ ہو کر عرض کرتے حضور! کرم فرمائیں اور آج رات ہم غریبوں کے گھر قیام فرمائیں۔ اسی اثناء میں بابا جی آپ سے کوئی نہ کوئی مسئلہ پوچھ لیتے۔ پیر اور مرید کے مابین علمی گفتگو کا سلسلہ جاری ہو جاتا تا آنکہ شام قریب ہو جاتی تو عرض کرتے کہ حضور! اب تو دیر ہو گئی ہے۔ شام ہو گئی ہے۔ مہربانی فرمائیں۔ جب حضور فرماتے کہ ٹھیک ہے تو بابا جی کی خوشی کی انتہا نہ رہتی اور پوری رات آپ کے آرام کا خیال رکھتے۔ پیر لجپال کی مہربانیوں کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آپ لاہور تشریف لے جاتے اکثر بچیکی شہر میں بابا جی کے مکان پر قدم رنجہ فرماتے۔

<u>کرامات</u>:- بابا جی علیہ الرحمتہ نے ہمیشہ اپنی ولایت کو چھپانے کی ہر ممکن کوشش کی جو بھی راز ملے ہیں اکثر وصال کے بعد ملے ہیں۔ عبدالعزیز خان کو بابا جی علیہ الرحمتہ سے والہانہ محبت وعقیدت تھی۔ ساری زندگی بابا جی کی خدمت میں گذاری۔ عبدالعزیز خان کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جب بابا جی علیہ الرحمتہ پر فالج کا حملہ ہوا تو عبدالعزیز خان اپنے بڑے پوتے کو اٹھا کر بابا جی کی خدمت میں روتے ہوئے عرض کرنے لگے کہ میں اپنا یہ پوتا آپ کے نام پر قربان کرنے آیا ہوں کہ اللہ کریم میرے اس پوتے کی قربانی اپنی بارگاہ میں منظور فرمالے اور آپ کو صحت کاملہ عطا فرمادے۔ مگر بابا جی نے انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہ دی بلکہ

جذبات کی قدر کرتے ہوئے دعائیں دیں۔

بابا جی علیہ الرحمتہ عبدالعزیز خان کے ساتھ بہت زیادہ محبت رکھتے تھے۔ ہمیشہ انہیں اپنا شریکِ سفر بناتے اکثر ان کے گھر میں قیام فرماتے۔ باباجی کی دعاؤں اور برکتوں سے مالا مال ہوتے۔ جب بھی انہیں کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو بابا جی سے دعائیں کراتے۔ آپ کی دعا سے ان کی پریشانیاں دور ہو جاتیں۔

ہمارے گاؤں کی ایک معزز شخصیت خالقداد خان (سابق چیئرمین یونین کونسل) نے بھی اکثر زندگی بابا جی کی خدمت میں گذاری۔ آپ کے ساتھ سفر کی سعادتیں بھی نصیب رہیں۔ قرآنِ پاک کی تعلیم حاصل کی۔ باباجی کی کرامت بیان کرتے ہیں کہ میں فوج میں سپاہی کے عہدے پر سروس کرتا تھا۔ جب بھی چھٹی آتا تو اکثر وقت بابا جی کی خدمت میں گذارتا۔ باباجی کے ساتھ گھر سے بچیکی تک پیدل سفر کرتا تھا۔ ایک دن میں نے عرض کیا حضور دعا فرمائیں مجھے نوکری میں ترقی مل جائے۔ بابا جی نے فرمایا کہ بیٹا ترقی ضرور ملے گی۔ مگر کچھ دیر بعد اور جس افسر کی آنکھ میں آنکھ ڈالو گے وہ تمہاری تاب نہ لا سکے گا۔ خالقداد خان صاحب بیان کرتے ہیں کے مجھے ترقی بھی ملی اور ساری سروس بڑے وقار کے ساتھ اور جس افسر کی آنکھ میں آنکھ ڈالی وہ پانی پانی ہوگا۔ کہتے ہیں کہ یہ سارا کرم مجھ پر اپنے بابا جی کا تھا۔ یہ انکی نظرِ عنایت تھی کہ جسے میں نے ہر جگہ پہ آزمایا۔

چوہدری مقبول احمد نمبر دار ساکن کریانوالہ (کھرڑیانوالہ) بیان کرتے ہیں کہ میرا چچا قتل ہو گیا تو بابا جی علیہ الرحمتہ فاتحہ خوانی کیلئے تشریف لائے۔ میرے چچا کی قبر پہ تشریف لے گئے۔ میں پاس بیٹھا ہوا تھا اور بابا جی مجھ سے فرما رہے تھے کہ فلاں جگہ پہ زخم تھا میں نے عرض کیا جی ہاں پھر پوچھا کہ فلاں جگہ پہ زخم تھا میں نے عرض کیا جی ہاں اسی طرح آپ پوچھتے جاتے تھے اور میں نے بتاتا جاتا تھا حتی کہ سارے زخموں کے متعلق مجھے بتا دیا۔ جب میں نے یہ راز معلوم کرنا چاہا تو بات کا رخ بدل دیا اور اس راز کو مجھ سے چھپالیا۔

خلافت کے ابتدائی زمانہ میں آپ کی طبیعت میں جلال تھا جو بات منہ مبارک سے نکل جاتی پوری ہو جاتی مگر آپ کے اس جلال کو قبلہ شیخ الاسلام والمسلمین رضی اللہ عنہ اس طرح جمال میں بدلا کہ "مولوی صاحب میں نے تیرے گلے میں ننگے استروں کا ہار پہنایا ہے"۔ یعنی تجھے تکلیفیں پہنچیں تو صبر کرنا ہوگا۔ اپنے پیرومرشد کے اس حکم پر تا زندگی عمل پیرا رہے۔ ہر طرف سے تکلیفیں پہنچیں مگر صبر کے ساتھ برداشت کیں۔

خالقداد خان چیئرمین بناتے ہیں کہ میں نے اکثر حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مولوی محمد حسن میرا دائیاں بازو ہے۔ جو انہیں تکلیف پہنچائے گا وہ مجھے تکلیف پہنچائے گا۔

وصال مبارک:- باباجی علیہ الرحمتہ ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ میں بھی آپ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا تھا۔ دو رکعت مکمل ہوئیں مگر آپ تیسری رکعت کیلئے قیام نہ کر سکے۔ فالج کے مرض نے شدید حملہ کیا۔ آپ بے ہوش ہو گئے۔ چار پائی پر اٹھا کر آپ کو گھر لایا۔ تقریباً پانچ ماہ تک آپ زیر علاج رہے۔ اب وقت وصال قریب آ گیا۔ لہذا ۲۴ ذوالحجہ ۱۳۹۶ھ بمطابق فروری ۱۹۷۶ء اتوار اور پیر کی درمیانی شب رات دس بجے آپ اس دارِفانی سے رحلت فرما کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن○

آپ کا مزار اسی گاؤں میں مسجدِ حمیدیہ کے شمالی جانب زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ ہر سال چوبیس ذوالحجہ کو آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔

حضور شیخ الاسلام والمسلمین رضی اللہ عنہ کی آمد سعید

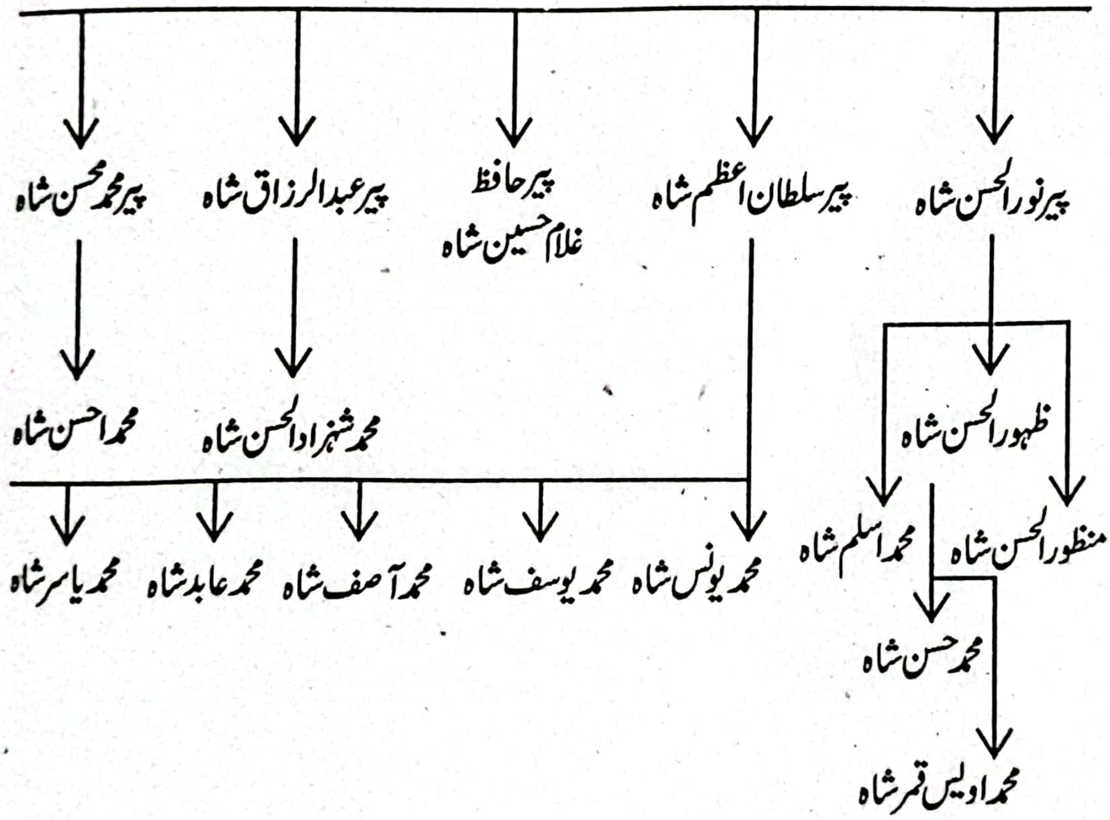
آپ کے وصال کے نویں دن بعد حضور شیخ اسلام رضی اللہ عنہ ہمارے گھر تشریف لائے۔ عصر کا وقت تھا۔ آپ سیدھے مسجد تشریف لے گئے۔ مسجد سے متصل شمالی حصہ میں باباجی کا مزار موجود ہے۔ قبلہ شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے باباجی کی مزار کو سرہانے کی طرف

سے بوسہ دیا۔ فاتحہ خوانی فرمائی اور مسجد کے صحن میں تشریف لے آئے۔ آپ کی آمد مبارک پر سینکڑوں کی تعداد میں پیر سیال لجپال کے غلام جمع ہو گئے۔ آپ مسجد کے صحن میں اپنے پیارے پیارے انداز سے خراماں خراماں چلتے رہے۔ یہ منظر انتہائی قابل دید تھا کہ پیر بھائی حضرات ایک طرف دست بستہ کھڑے ہو کر پیر سیال لجپال کے ساتھ اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کر رہے تھے تا آنکہ نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت غریب نواز نے میرے والد محترم نور الحسن شاہ صاحب کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا۔ والد صاحب نے الامر فوق الادب کے تحت نماز پڑھائی اور سلام پھیرنے کے بعد احتراماً مصلے سے نیچے ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت غریب نواز نے دعا مانگی۔ سب پیر بھائیوں نے آپ کے ساتھ دعا مانگی۔ پھر آپ نے اپنے ایک خادم کو حکم فرمایا وہ آپ کی گاڑی میں سے دستار لائے۔ آپ نے میرے والد صاحب کے سر پر دستارِ خلافت باندھی اور فرمایا چھوٹے بہنوں اور بھائیوں کا خیال رکھنا۔ اس طرح قبلہ شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے بابا جی علیہ الرحمتہ کے بڑے بیٹے کو خلافت بخشی اور مہربانی اور کرم کی انتہاء فرما دی۔ اسی کا نام لجپالی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیشہ ہمیشہ پیر سیال لجپال کے دامنِ کریمانہ سے وابستہ رکھے۔ (امین)

چک نمبر 567 گ۔ب (پٹھان چک) میں

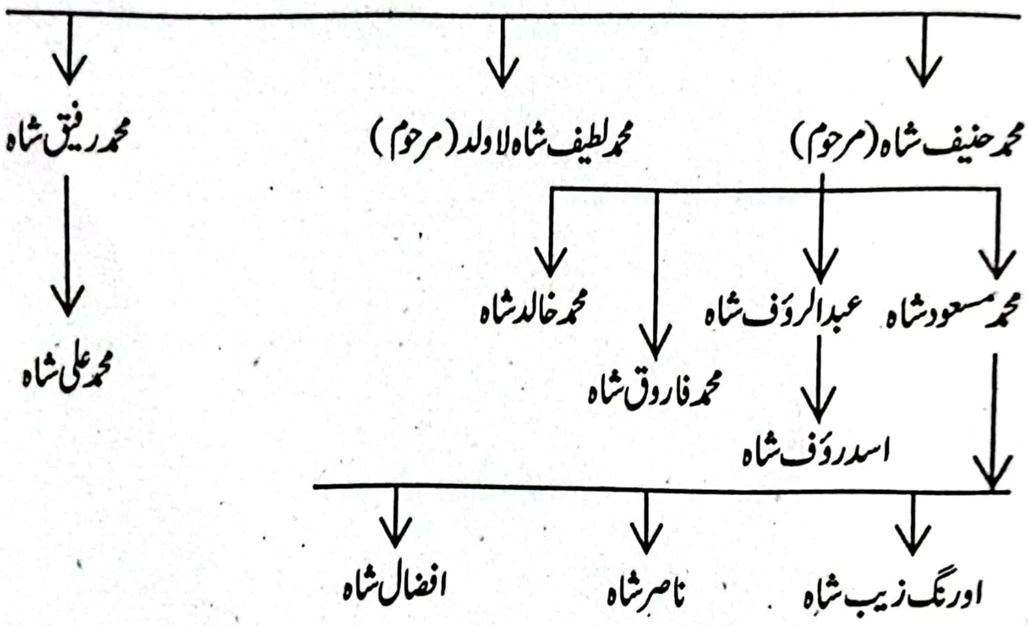
مقیم خاندان بنو ہاشم آل عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

اس گاؤں میں پیر محمد حسن شاہ ہاشمی اور آپ کے برادرِ حقیقی پیر محمد اکرم شاہ صاحب کی اولاد اور پیر مراد علی بن پیر غلام حسین ہاشمی کی اولاد۔ سید رسول شاہ ولد چراغ علی شاہ کی اولاد اور ان کے حقیقی بھائی عطا رسول شاہ ولد چراغ علی شاہ کی اولاد مقیم ہے۔ ہر ایک کا علیحدہ شجرۂ شریف ملاحظہ فرمائیں۔



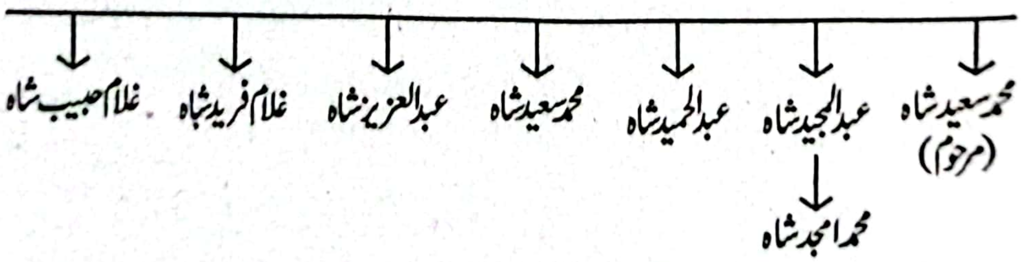
پیر محمد اکرم شاہ ہاشمی ولد پیر حسین علی ہاشمی بن غلام حسین ہاشمی

پیر محمد اکرم شاہ ہاشمی کا مزار اسی گاؤں کی جامع مسجد کے جنوبی حصہ میں موجود ہے۔ آپ کے دونوں بڑے بیٹے محمد حنیف شاہ اور محمد لطیف شاہ اسی گاؤں کے قبرستان میں مدفون ہیں۔



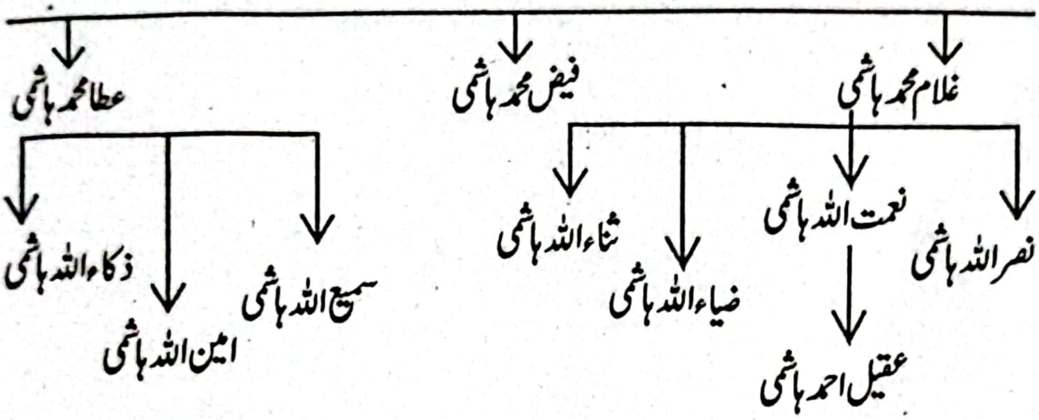
پیر محمد شمس الدین ہاشمی بن پیر مراد علی ہاشمی بن پیر غلام حسین ہاشمی بن پیر غلام علی ہاشمی

دوسری پشت میں پیر محمد شمس الدین ہاشمی کا سلسلہ نسبت پیر محمد حسن ہاشمی علیہ الرحمتہ سے جا ملتا ہے۔ پیر شمس الدین ہاشمی اسی گاؤں کے قبرستان میں آسودہ راحت ہیں۔



پیر سید رسول ہاشمی بن چراغ علی ہاشمی بن محمد صدیق ہاشمی بن محمد اعظم ہاشمی بن خیر محمد ہاشمی بن صالح محمد ہاشمی

پانچویں پشت میں پیر سید رسول ہاشمی کا سلسلۂ نسب حضرت پیر محمد حسن ہاشمی علیہ الرحمتہ سے جاملتا ہے۔



پیر عطا رسول ہاشمی بن چراغ علی ہاشمی بن محمد صدیق ہاشمی بن محمد اعظم ہاشمی بن خیر محمد ہاشمی بن صالح محمد ہاشمی

پانچویں پشت میں پیر عطا رسول ہاشمی کا سلسلۂ نسب پیر محمد حسن ہاشمی علیہ الرحمتہ کے ساتھ جاملتا ہے۔ پیر عطا رسول اسی گاؤں کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

